سوال

(5)امام، اہل بیت اور اصحاب پر صلاۃ وسلام کہنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بلامیعت و منجمعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امام یا اہل بیت یا اصحاب پر صلوۃ وسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہوکہ صلوۃ بلاتبعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر جائز نہیں ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :

(عن أبي حنیفة رحمه الله : (لا یصلی علی غیر الأنبیاء والملائكة ومن صلی علی غیرهم الا علی وجه التبعیة فهو غال من الشیعة التی نسمیها الروافض)

اور صاحب نیل الاوطار فرماتے ہیں :

(بأن أصل الصلاة الدعاء إلا أنه یختلف بحسب المدعو له فصلاة النبی صلی الله علیه وسلم علی أمته دعاء لهم بالمغفرة وصلاة أمته دعاء له بزیادة القربة والزلفی ولذلك كانت لا تلیق بغیره ,)

(سید محمد نذیر حسین)

ہوالموفق :۔

حافظ ابن حجر ل فتح الباری صفحہ 205۔ جزو 19 میں لکھتے ہیں :

"واستدل بهذا الحدیث علی جواز الصلاة علی غیر النبی صلی الله علیه وسلم من أجل قوله فیه : " وعلی آل محمد" وأجاب من منع بأن الجواز مقید بما إذا وقع تبعا , والمنع إذا وقع مستقلا , والحجة فیه أنه صار شعارا للنبی صلی الله علیه وسلم فلا یشاركه غیره فیه , فلا یقال قال أبو بكر صلی الله علیه وسلم : وإن كان معناه صحیحا , ویقال : صلی الله علی النبی وعلی صدیقه أو خلیفته ونحو ذلك . وقریب من هذا أنه لا یقال : قال محمد عز وجل وإن كان معناه صحیحا , لأن هذا الثناء صار شعار الله سبحانه لا یشاركه غیره فیه . ولا حجة لمن أجاز ذلك منفردا فیما وقع من قوله تعالی : (وصل علیهم) ولا فی قوله : " اللهم صل علی آل أبی أوفی " ولا فی قول امرأة جابر " صل علی وعلی زوجی , فقال : اللهم صل علیهما " فإن ذلك كله وقع من النبی صلی الله علیه وسلم . ولصاحب الحق أن یتفضل من حقه بما شاء , ولیس لغیره أن یتصرف إلا بإذنه , ولم یثبت عنه إذن فی ذلك . ویقوی المنع بأن الصلاة علی غیر النبی صلی الله علیه وسلم صار شعار أهل الأهواء یصلون علی من یعظمونه من أهل البیت وغیرهم . وهل المنع فی ذلك حرام أو مكروه أو خلاف الأولی ؟ حكی الأوجه الثلاثة النووی فی " الأذكار " وصحح الثانی . وقد روی إسماعیل بن إسحاق فی كتاب " أحكام القرآن " له بإسناد حسن

عن عمر بن عبدالعزیز أنه کتب " أما بعد فإن ناسا من الناس التمسوا عمل الدنیا بعمل الآخرۃ , وإن ناسا من القصاص أحدثوا فی الصلاۃ علی خلفائہم وأمرائہم عدل الصلاۃ علی النبی , فإذا جاءک کتابی ہذا فمرہم أن تکون صلاتہم علی النبیین , ودعاؤہم للمسلمین , ویدعوا ما سوی ذلک " ثم أخرج عن ابن عباس بإسناد صحیح قال : " لا تصلح الصلاۃ علی أحد إلا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم , ولکن للمسلمین والمسلمات الاستغفار " انتہی۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حدیث :

(قُولُوا : اللَّھُمَّ صَلِّ عَلَیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَیٰ آلِ مُحَمَّدٍ، ....) الخ سے اس بات کا استدلال کیا گیا ہے کہ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا جائز ہے۔ اس واسطے کہ اس حدیث میں لفظ وعلی آل محمد واقع ہے اور جو لوگ ناجائز کہتے ہیں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ غیر نبی پر درود بھیجنا اس صورت کے ساتھ مقید ہے کہ تبعاً واقع ہو اور بلا منجعیت کے مستقل طور پر ممنوع ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ مستقل طور پر درود بھیجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شعار ہو گیا ہے۔ پس اس میں کوئی اور شخص آپ کا مشارک نہیں ہو سکتا پس نہیں کہا جائے گا۔ قال ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اس کے صحیح ہیں بلکہ یوں کہا جائے گا صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفۃ اور اسی کے قریب یہ بات ہے کہ یوں نہیں کہا جائے گا قال محمد عزوجل اگرچہ اس کے معنے صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثنا اللہ تعالیٰ کے لیے شعار ہو گیا ہے پس کوئی اور شخص اس میں اس کا مشارک نہیں ہو سکتا اور جو لوگ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استقلالا و منفرداً درود بھیجنے کو جائز کہتے ہیں۔ اور آیۃ وصل علیھم اور حدیث (اللھم صل علی آل أبی أوفی) اور حدیث :

(صحیح عن جابر بن عبداللہ أن امرأۃ قالت : یا رسول اللہ صل علی وعلی زوجی (صلی اللہ علیہ وسلم) فقال : (صلی اللہ علیک وعلی زوجک) .

سے استدلال کرتے ہیں سو یہ ٹھیک نہیں کیونکہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا ہے اور صاحب حق کو اختیار ہے کہ اپنے حق میں سے جس کو چاہے ہے تفضل کرے اور غیر کو بلا اذن اس کے حق میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں اذن ثابت نہیں اور غیر نبی پر درود بھیجنے کی ممانعت کی تائید وتقویت اس سے ہوتی ہے۔ کہ اہل ہوا کا یہ شعار ہو گیا ہے وہ اہل بیت وغیر ہم میں سے جس کی وہ تعظیم کرتے ہیں اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت کس طور کی ہے آیا حرام ہے یا مکروہ یا خلاف بولے۔ سو نووی نے کتاب الاذکار میں تینوں صورتوں کی حکایت کی ہے اور دوسری صورت کی تصیح کی ہے اور اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب احکام القرآن میں باسناد حسن روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ چند لوگ ایسے ہیں جو عمل دنیا کو عمل آخرت کے ساتھ ڈھونڈتے ہیں اور بعض قصاص نے یہ بات نکالی ہے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے اسی طرح پر اپنے خلفاء وامراء پر درود بھیجنے کو کہتے ہیں پس جب میرا یہ خط پہنچے تو ان کو حکم کرکے انبیاء علیہ السلام پر درود بھیجیں اور مسلمانوں کے لیے دعا کریں اور اس کے ماسوی کو ترک کریں پھر اسماعیل بن اسحاق نے باسناد صحیح ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر درود بھیجنا لائق نہیں ہاں مسلمین اور مسلمات کے لیے استغفار کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ 58 جزو 26 میں مسئلہ صلوۃ علی غیر النبی کو کتاب الدعوات باب ہل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت میں زیادہ بسط وتفصیل سے لکھا ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے جو اختلافات ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور عیاض کا یہ قول نقل کیا ہے۔ "یعنی فیاض کہتے ہیں کہ میرا میلان مالک اور سفیان کے قول کی طرف ہے اور محققین متقلمین اور فقہاء کا بھی یہی قول ہے اور وہ یہ کہ غیر انبیاء کو رضا اور غفران کے ساتھ یاد کرنا چاہیے اور صلوۃ غیر انبیاء پر امر معروف سے نہیں تھا تو یہ دولت بنی ہاشم میں محدث ہوا ہے۔ " واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (کتبہ محمد عبدالرحمان المبارکفوری عفا اللہ عنہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

محدث فتویٰ